کیا جوابوبکر اور عمر کو علی ع سے افضل مانے اس پر حد مفتری ہے از شیعہ کتاب

مزید تحقیقات کے لئے فالو کیجیئے:

https://whatsapp.com/channel/۰۰۲۹VbBZkQrADTO۹tqp۵XV۱A

ناظرین ہمارے ایک دوست نے ہمیں ایک روایت بھیجی اور پوچھا کہ آیا یہ روایت صحیح ہے؟ متن روایت معترض نے یوں نقل کی تھی:

شیعہ حضرات کی اسماء الرجال کی کتاب رجال کشی میں مولا علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ان کو افضل کہنے والوں کے لئے دروں کی سزا اور حد تک حکم فرمایا ہے اصل عبارت درج کی جاتی ہے:

أنه رأي علياً عليه السلام على منبر الكوفة وهو يقول: لئن اتيت برجل يفضلني على أبي بكر وعمر لا جلدنه حد المفتري۔۔

ترجمہ: انہوں نے حضرت علی کو کوفہ کے منبر پر بیٹھے ہوئے دیکھا اور وہ فرمارہے تھے اگر میرے پاس کوئی ایسا آدمی آئے جو مجھے ابو بکر اور عمر پر فضیلت دیتا ہو تو میں اس کو ضرور درے لگاؤں گا جو کہ مفتری کی حد ہے۔[1]

جواب: ناظرین ہمارے پاس جو نسخہ رجال کشی کا ہے وہ موسسۃ آل البیت علیھم السلام تحقیق سید مھدی رجائی والا ہے۔ اس نسخہ کی جلد ۲ ص ۶۹۵ پر مذکورہ عبارت ہے، لیکن اس سے پہلے کہ میں جواب دوں اصل روایت کے ابتدائی حصہ کو پیش کرتا ہوں:

۱- رجال کشی، ص ۳۳۸، سطر ۴ تا ۶ مطبوعہ کربلا۔

شیخ کشی نقل کرتے ہے:

وجدت في كتاب أبي محمد جبريل بن أحمد الفاريابي بخطه، حدثني محمد بن عيسى، عن محمد بن الفضيل الكوفي، عن عبد الله بن عبد الرحمن، عن الهيثم بن واقد، عن ميمون بن عبد الله، قال، أتى قوم أبا عبد الله عليه السلام يسألونه الحديث من الأمصار، وأنا عنده، فقال لي: أتعرف أحدا من القوم؟ قلت: لا، فقال: فكيف دخلوا علي؟ قلت: هؤلاء قوم يطلبون الحديث من كل وجه لا يبالون ممن أخذوا الحديث۔

بحذف سند۔۔ راوی میمون کہتے ہے کہ ایک گروہ امام صادق ع کے پاس آتا ہے جن کی عادت یہ تھی کہ وہ مختلف جگاہوں پر جاکر روایات کو لیا کرتے تھے اور میں امام صادق ع کے پاس تھا، تو امام صادق ع نے کہا کیا تم اس گروہ کو جانتے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ تو امام ع نے کہا پھر بھلا یہ میرے پاس کیوں آئیں ہیں؟ تو میں نے کہا یہ گروہ ہر کسی کے پاس جاکر روایات اخذ کرتا ہے اور اس کو یہ فکر نہیں کہ وہ کس سے لے؟

تبصرہ: ناظرین یہاں سے واضح ہو گیا کہ ایک گروہ امام صادق ع کے پاس آیا جس کا مطمع نظر یہ تھا کہ وہ احادیث لے اور اس کو کوئی فکر نہ تھی کہ وہ کون سی روایت کس سے لے؟ ہر ایرے غیرے نتھو خیرے سے روایت لینا اس کا مقصد ہوا کرتا تھا۔

روایت آگے چلتی ہے:

فقال لرجل منهم: هل سمعت من غيري من الحديث؟ قال: نعم، قال: فحدثني ببعض ما سمعت؟ قال انما جئت لاسمع منك لم أجئ أحدثك، وقال للاخر ذاك ما يمنعه ان يحدثني ما سمعت، قال: وتتفضل أن تحدثني بما

سمعت، اجعل الذي حدثك حديثه أمانة لاتحدث به أحدا؟ قال: لا، قال فاسمعنا بعض ما اقتبست من العلم حتى نفيد بك انشاء الله۔

امام صادق ع نے ان میں سے ایک شخص سے کہا کہ کیا تم نے میرے علاوہ بھی کسی سے روایت سنی ہے؟اس شخص نے کہاجی ! توامام ع نے کہاجو تم نے سنی ہے ذرااس میں سے کچھ مجھے بھی سناؤ؟ تواس شخص نے جواب دیا میں آپ کے پاس روایت لینے آیا ہوں، روایت کرنے نہیں؟۔۔۔ (روایت میں پھر کچھ پس و پیش ہوئی کہ آیا وہ شخص روایت کرے گا یا نہیں غرض) امام ع نے کہا ہمیں جو تم نے علم اخذ کیا ہے سناؤتاکہ ہم بھی اللہ کی مرضی سے مستفید ہوں۔

تبصـــرہ: ناظرین پچھلے اقتباس میں ثابت کیا تھا کہ لاپرواہ قوم تھی جو ہر کس و ناکس سے علم لیتی، پھر امام ع نے اصرار کیا ذرا مجھے وہ روایات تو سناؤ جو تم لوگوں نے اخذ کی، کچھ تامل کے بعد وہ شخص بتانے پر راضی ہوگیا۔ اب ذیل میں وہ جو روایت کررہا ہے یہ معصوم ع کی روایات نہیں۔۔ چنانچہ اب جو بھی جس مضمون کی روایت ہوگی اس کا بار امام ع پر نہیں بلکہ اس کا بار اس شخص پر ہوگا۔ پھر مابعد امام ع اس کی نقل کردہ مزخرفات و کذب بیانی پر مبنی سفیان ثوری کی روایات سنتے ہیں جس میں پہلی یہ ہے:

قال: حدثني سفيان الثوري، عن جعفر بن محمد قال: النبيذ كله حلال الا الخمر۔

میں نے سفیان ثوری سے سنا انہوں نے امام صادق ع سے کہ نبیذ ساری کی ساری حلال ہے ماسوائے خمر کے۔

دوسری روایت وہ یوں بیان کرتا ہے:

قال: حدثني سفيان عمن حدثه عن محمد بن علي أنه قال: من لا يمسح على خفيه فهو صاحب بدعة۔

سفیان نے مجھے روایت کی اور سفیان کو کسی نے روایت دی کہ امام باقرع نے کہا جو موزوں پر مسح نہ کرے وہ بدعتی شخص ہے۔

تبصـــرہ: ناظرین یہی سے واضح ہوگیا کہ یہ سفیان ثوری کی باطل و کذب بیانی پر مشتمل روایات کا پلڑا ہے جس کو امام ع اس شخص کی زبانی سن رہے ہیں، پھر وہ یہ منقولہ بالا عبارت کو نقل کرتا ہے:

قال: حدثني سفيان الثوري، عن محمد بن المنكدر، أنه رأى عليا عليه السلام على منبر الكوفة وهو يقول: لئن أتيت برجل يفضلني على أبي بكر وعمر لا جلدنه حد المفتري۔

سفیان ثوری نے مجھے روایت کی اس نے محمد بن منکدر سے کہ اس نے علی ع کو منبر کوفہ پر دیکھا اور امیر المؤمنین ع نے کہا اگر میرے پاس ایک شخص لائے جائے جو مجھے ابو بکر اور عمر پر فضیلت دے تو میں اس کو ضرور درے لگاؤں گا جو کہ مفتری کی حد ہے۔

تبصـــرہ: ناظرین تو یہ اصل شیعی و معصوم ع کی روایت ہے ہی نہیں بلکہ سفیان ثوری کی جھوٹی روایات میں سے ایک ہے۔ روایت چلتی رہتی ہے اور آخر میں امام صادق ع کا یہ مکالمہ نقل کیا گیا ہے:

فقال له أبو عبد الله عليه السلام: من أي البلاد أنت؟ قال: من أهل البصرة، قال فهذا الذي تحدث عنه وتذكر اسمه جعفر بن محمد، تعرفه؟ قال. لا، قال فهل سمعت منه شيئا قط؟ قال: لا، قال: فهذه الأحاديث عندك حق؟ قال نعم، قال: فمتى سمعتها؟ قال: لا أحفظ، قال: الا أنها أحاديث أهل مصرنا منذ دهر لا يمترون فيها۔ قال له أبو عبد الله عليه السلام: لو رأيت هذا الرجل الذي تحدث عنه، فقال لك هذه التي ترويها

عني كذب لا أعرفها و لم أحدث بها هل كنت تصدقه؟ قال: لا، قال: لم، قال: لأنه شهد على قوله رجال و لو شهد أحدهم على عنق رجل لجاز قوله۔

امام صادق ع نے اس روایت کرنے والے سے پوچھا کہ تم شہر سے ہو؟ اس نے کہا میں بصری ہوں؟ تو امام نے کہا تو یہ تم جس شخص سے تم نے روایت لی ہے اور تم نے جعفر بن محمد کا نام بار بار لیا؟ جانتے ہو کون ہے؟ تو اس نے کہا نہیں۔ تو امام ع نے کہا کہ تم نے کبھی اس سے کوئی روایت لی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ تو امام ع نے کہا کیا یہ تمام روایات تمہارے نزدیک حق ہے؟ اس نے کہا بلاشک و شبہ۔ تو امام ع نے کہا تم نے ان کو کب سنا؟ تو اس نے کہا مجھے باریک بینی سے تو یاد نہیں لیک یہ ہمارے شہر میں کافی عرصے سے روایات پھیلی ہوئیں ہیں جس کے بارے میں کوئی شک نہیں کرتا (یعنی سب کے نزدیک یہ ثابت شدہ صحیح روایات ہیں)۔ تو امام ع نے اس سے کہا اگر تم اس شخص کو دیکھ لو جس سے تم روایت کو منسوب کر رہے ہو اور وہ کہے کہ جو تم نے نقل کیا یہ ساری کی ساری جھوٹی ہیں اور میں ان روایات کو نہیں جانتا (یعنی روایت صحیح نہیں) اور میں نے یہ روایات کبھی بھی نقل نہیں کیں؟ تو تم اس شخص کی بات مان لو گے؟ تو اس نے کہا نہیں؟ امام ع نے کہا ایسا کیوں؟ تو اس نے کہا ایسے افراد نے اس شخص سے روایت کی کہ اگر وہ گواہی دیں کسی کی گردن کے حوالے سے تو وہ بھی نافذ ہو گی۔ (یعنی امام ع سے نقل کرنے والے اس شخص کے نزدیک بہت معتمد علیہ اشخاص تھے جیسے سفیان ثوری)

تبصرہ: ناظرین واضح ہو گیا کہ خود امام ع کے نزدیک یہ جھوٹی روایات تھیں، اور آخر میں امام ع کہتے ہے:

عجب حديثهم كان عندي الكذب علي و الحكاية عني ما لم أقل و لم يسمعه عني أحد، وقولهم لو أنكر الأحاديث ما صدقناه ما لهؤلاء لا أمهل الله لهم و لا أملى لهم۔

امام صادق ع کہتے ہے کہ ان کی عجیب باتیں تو دیکھو جو میرے نزدیک واضح طور پر جھوٹ ہیں مجھ سے منسوب کیں اور ایسی باتوں کو میری طرف منتسب کیں جو نہ میں نے کہیں اور نہ کسی نے مجھ سے سنیں، اور ان کا کہنا کہ اگر میں ان روایات کو خود بنفس نفیس بھی کہوں کہ یہ غلط ہیں تو جب بھی یہ میری بات نہیں مانیں گے تو انہیں کیا ہو گیا ہے، اللہ ان کو مھلت اور نہ کشادگی دے۔[1]

تبصـــرہ: ناظرین بتائے ایک موضوع روایت اس کو شیعی روایت بنا کر پیش کیا جارہا ہے؟ کیا اس سے بڑی بددیانتی ہو سکتی ہے؟

مزید سنئے امیر المؤمنین ع افضل الخلق تھے بعد رسول ص۔

ابن حبان نقل کرتے ہے:

حدثنا إبراهيم بن نصر العنبري ثنا يوسف بن عيسى ثنا الفضل بن موسى عن شريك عن عثمان بن أبي زرعة عن سالم بن أبي الجعد قال سئل جابر بن عبد الله عن علي فقال ذاك خير البشر من شك فيه فقد كفر۔

سالم بن ابی جعد کہتے ہے کہ جابر الانصاری سے پوچھا گیا کہ علی ع کے بارے میں تو جابر ع نے کہا وہ خیر البشر ہے جو اس میں شک کرے اس نے کفر کیا۔[2]

جابر کے اس قول کا شاہد حدیث طیر ہے جو بالکل صحیح ہے، ترمذی نقل کرتے ہے:

حدثنا سفيان بن وكيع حدثنا عبيد الله بن موسى عن عيسى بن عمر عن السدي عن أنس بن مالك قال كان عند النبي صلى الله عليه وسلم طير

۱- اختیار معرفۃ الرجال (رجال کشی) ص ۶۹۲-۶۹۹۔

۲- الثقات لابن حبان جلد ۹ ص ۲۸۱۔

فقال اللهم ائتني بأحب خلقك إليك يأكل معي هذا الطير فجاء علي فأكل معه۔

انس۔ بن مالک رسول ص کے پاس تھے کہ آپ ص کے پاس ایک بھنا ہوا پرندہ تھا تو رسول ص نے دعا کہ کہ اے اللہ میرے پاس اس شخص کو بھیج جو ساری مخلوق میں تیرا سب سے محبوب ترین ہو جو میرے ساتھ یہ پرندہ کے گوشت کو کھائے تو علی ع حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ ص کے ساتھ اس پرندہ کا گوشت کھایا۔[1]

مشہور معاصر زبیر علی زئی نے روایت کی سند کو حسن کہا ہے۔

تبصرہ: امیر المؤمنین ع رسول ص کے بعد افضل الخلق ہے اور جو اس میں شک کرے وہ اپنی خیر منائے۔

خیر طلب۔

۱۔ سنن الترمذی جلد ۶ ص ۳۹۳۔

اختيار معرفة الرجال

المعروف برجال الكشي

لشيخ الطائفة أبي جعفر الطوسي (قدس سره)

تصحيح وتعليق

المعلم الثالث ميرداماد الأسترابادي

تحقيق

السيد مهدي الرجائي

مؤسسة آل البيت عليهم السلام

مكتبة
هؤمن قريش

زمان قد أرخت الدنيا عزاليها ، فأحق أهلها بها أبرارهم .

٧٤١- وجدت في كتاب أبي محمد جبريل بن أحمد الفاريابي بخطه ، حدثني محمد بن عيسى ، عن محمد بن الفضيل الكوفي ، عن عبدالله بن عبدالرحمن ، عن الهيثم بن واقد ، عن ميمون بن عبدالله ، قال ، أتى قوم أبا عبدالله عليه السلام يسألونه الحديث من الامصار ، وأنا عنده ، فقال لي : أتعرف أحداً من القوم ؟ قلت : لا ، فقال : فكيف دخلوا علي ؟ قلت : هؤلاء قوم يطلبون الحديث من كل وجه لايبالون ممن أخذوا الحديث .

وقال العزيزي في غريب القران : مقتر أي مقل فقير .

قوله (ع) : قد أرخت الدنيا عزاليها

بالزاى المعجمة والعين المهملة المفتوحة واللام بعد الالف ثم الياء المثناة من تحت ، وهي جمع العزلاء ، اما مفتوحة اللام على هيئة التثنية ، كما حواليها وحوالينا وحواليكم .

واما مكسورتها على هيئة صيغة الجمع ، كالعوالي في جمع العالية ، واللآلي في جمع اللؤلؤة .

قال في مجمل اللغة : عزلاء القربة مستخرج مائها .

وفي المغرب : العزلاء فم المزادة الاسفل ، والجمع عزالي وعزالي والسحابة أرخت عزاليها اذا أرسلت دفعها ، مجاز والدفعة بالضم المطرة الشديدة الصب .

وقال ابن الاثير في النهاية : في حديث الاستسقاء : دفاق العزايل يحم حم البعاق ، العزايل أصله العزالي مثل الشبابيك والشباكي ، والعزالي جمع العزلاء ، وهو فم المزادة الاسفل ، فشبه اتساع المطر واندفاقه بالذي يخرج من فم المزادة .

ومنه الحديث : أرسلت السماء عزاليها ، وقال : الدفاق المطر الواسع الكثير والعزايل مقلوب العزالي ، وهي مخارج الماء من المزادة .[1]

---

١) نهاية ابن الاثير : ٣/ ٢٣١

فقال لرجل منهم : هل سمعت من غيري من الحديث ؟ قال : نعم ، قال : فحدثني ببعض ما سمعت؟ قال انما جئت لاسمع منك لم أجيء أحدثك ، وقال للاخر ذاك مايمنعه ان يحدثني ما سمعت ، قال : وتتفضل أن تحدثني بما سمعت ، اجعل الذي حدثك حديثه أمانة لاتحدث به أحداً ؟ قال : لا ، قال فاسمعنا بعض

قوله : ذاك ما يمنعه أن يحدثني ما سمعت

« ما » للموصول وفي محل الرفع بالابتداء ، والخبر ما سمعت .

أي ذاك الذي أبى ان يحدثني انما الذي يمنعه أن يحدثني ماسمعت من قوله . جئت لاسمع منك لم أجي أحدثك .

قوله عليه السلام : وتتفضل

من التفضل بمعنى التوشح بالثوب ، تفعلا من الفضل بضمتين وهو الثوب ، وربما يقال : لايقال فضل ـ بضمتين ـ الا لثوب واحد ، وقد جعل ذلك كناية عن الاستنكاف من التحديث .

قال في المغرب : ثوب فضل وامرأة فضل أي على ثوب واحد ملحفة ، أو نحوها تتوشح به .

وقال في مجمل اللغة : المتفضل المتوشح بثوبه .

وفي أساس البلاغة : وتفضل الرجل أوالمرأة اذا توشح بثوب واحد مخالف بين طرفيه على عاتقه [1] .

أي وأنت أيضاً تتوشح بثوبك ، كراهة أن تحدثني بما سمعت من الحديث .

قوله عليه السلام : اجعل الذى حدثك

« اجعل » بهمزة الاستفهام ، و « حديثه » منصوب على أنه أول مفعوليه ، و « أمانة » المفعول الثاني .

---

١) أساس البلاغة : ٤٧٦

ماقتبست من العلم حتى نفيدبك انشاء الله .

قال : حدثني سفيان الثوري ، عن جعفر بن محمد قال : النبيذ كله حلال الا الخمر ، ثم سكت .

فقال أبو عبدالله عليه السلام : زدنا ، قال : حدثني سفيان عمن حدثه عن محمد بن علي أنه قال: من لايمسح على خفيه فهوصاحب بدعة ، ومن لم يشرب النبيذ فهومبتدع ومن لم يأكل الجربث وطعام أهل الذمة وذبايحهم فهو ضال ، أما النبيذ : فقد شربه عمر نبيذ زبيب فرشحه بالماء ، وأما المسح على الخفين : فقد مسح عمر على الخفين ثلاثاً في السفر ويوماً وليلة في الحضر ، وأما الذبايح : فقداكلها علي عليه السلام فقال كلوها فان الله تعالى يقول « أليوم أحل لكم الطيبات وطعام الذين أوتوا الكتاب حل لكم وطعامكم حل لهم »[1] ثم سكت .

فقال أبو عبدالله عليه السلام : زدنا ، فقال : قدحدثتك بماسمعت ، قال : اكل الذي سمعت هذا ؟ قال : لا ، قال : زدنا ، قال : حدثنا عمرو بن عبيد ، عن الحسن قال : أشياء صدق الناس بها وأخذوا بما ليس في الكتاب لها أصل ، منها عذاب القبر ، ومنها الميزان ، ومنها الحوض ومنها الشفاعة ، ومنها النية ينوي الرجل من الخير والشر فلايعمله فيثاب عليه ، ولايثاب الرجل الا بما عمل ان خيراً فخيراً و ان شراً فشرا .

قال : فضحكت من حديثه ، فغمزني أبو عبدالله عليه السلام أن كف حتى نسمع قال فرفع رأسه الي فقال : مايضحكك من الحق أو من الباطل ؟ قلت له : أصلحك الله وأبكى وانما يضحكني منك تعجباً كيف حفظت هذه الاحاديث فسكت .

قوله عليه السلام : حتى نفيد بك

في طائفة من النسخ « حتى نفيدك » من الافادة بمعنى الاعطاء والانالة ، وفي أكثرها «نفيد بك» أي من جهتك وبسببك من الافادة بمعنى الاعتناء والاخذ والاستفادة .

---

١) سورة المائدة : ٥

فقال له أبو عبدالله عليه السلام : زدنا قال : حدثني سفيان الثوري ، عن محمد بن المنكدر ، أنه رأى علياً عليه السلام على منبر الكوفة وهو يقول : لئن اتيت برجل يفضلني على أبي بكر وعمر لاجلدنه حد المفتري .

فقال أبوعبدالله عليه السلام : زدنا فقال : حدثني سفيان ، عن جعفر ، أنه قال حب أبي بكر وعمر ايمان وبغضهما كفر .

قال أبو عبدالله عليه السلام زدنا فقال : حدثني يونس بن عبيد ، عن الحسن ، أن علياً عليه السلام أبطأ عن بيعة أبي بكر ، فقال له عتيق : ماخلفك ياعلي عن البيعة ، والله لقد هممت أن أضرب عنقك فقال له علي عليه السلام : ياخليفة رسول الله لاتثريب ، قال : لاتثريب .

قال له أبو عبدالله عليه السلام : زدنا قال : حدثني سفيان الثوري ، عن الحسن ، ان أبابكر أمر خالد بن الوليد أن يضرب عنق علي عليه السلام اذا سلم من صلاة الصبح ، وأن أبا بكر سلم بينه وبين نفسه ، ثم قال : ياخالد لاتفعل ماأمرتك .

قال له أبو عبدالله عليه السلام : زدنا قال : حدثني نعيم بن عبدالله ، عن جعفر بن محمد ، أنه قال ود علي بن أبي طالب أنه بنخيلات تينع يستظل بظلهن ويأكل من حشفهن ولم يشهد يوم الجمل ولا النهروان ، وحدثني به سفيان .

قوله : بنخيلات تينع

بنخيلات بضم النون وفتح الخاء المعجمة على تصغير النخلة .

و « تينع » بفتح التاء المضارعة واسكان الياء بعدها نون مفتوحة .

في صحاح الجوهري : ينع الثمر أي نضج ، واليانع والينيع مثل النضيج والناضج ، وجمع اليانع ينع [1] .

وفي غريب القرآن للعزيزي : في قوله سبحانه « ينعه » أي مدركه . واحده يانع مثل تاجر وتجر ، يقال : ينعت الثمرة والفاكهة وأينعت اذا أدركت .

---

١) الصحاح : ٣/١٣١٠

قال أبو عبدالله عليه السلام زدنا ، قال : حدثنا عباد ، عن جعفر بن محمد ، أنه قال : لما رأى علي بن أبي طالب يوم الجمل كثرة الدماء ، قال لابنه الحسن : يابني هلكت ، قال له الحسن ياأبه أليس قد نهيتك عن هذا الخروج فقال علي عليه السلام : يابني لم أدر أن الامر يبلغ هذا المبلغ .

قال له أبوعبدالله عليه السلام : زدنا قال : حدثني سفيان الثوري ، عن جعفر بن محمد، أن علياً عليه السلام لما قتل أهل صفين ، بكى عليهم ثم قال : جمع الله بيني وبينهم في الجنّة .

قال ، فضاق بي البيت وعرقت وكدت أن أخرج من مسكي ، فاردت أن أقوم اليه وأتوطأه ، ثم ذكرت غمزة أبي عبدالله عليه السلام فكففت .

فقال له أبوعبدالله عليه السلام : من أي البلاد أنت ؟ قال : من أهل البصرة ، قال فهذا الذي تحدث عنه وتذكر اسمه جعفر بن محمد ، تعرفه ؟ قال : لا ، قال فهل سمعت منه شيأ قط ؟ قال : لا ، قال : فهذه الاحاديث عندك حق ؟ قال نعم ، قال : فمتى سمعتها ؟ قال : لا أحفظ ، قال: الا أنها أحاديث أهل مصرنا منذ دهر لايمترون فيها .

قال له أبوعبدالله عليه السلام : لورأيت هذا الرجل الذي تحدث عنه ، فقال لك هذه التي ترويها عني كذب لاأعرفها ولم أحدث بها هل كنت تصدقه ؟ قال : لا ، قال : لم ، قال : لانه شهد على قوله رجال ولوشهد أحدهم على عنق رجل لجاز قوله .

قوله : من مسكي

المسك بفتح الميم واسكان السين المهملة الجلد ، أي من جلدي وجسدي .

وفي نسخة « من مسكتي » بضم الميم وفتح الكاف وهي الحلم والعقل .

قال في المغرب : المسكة التماسك ، ومنه قولهم : زوال مسكة اليقظة .

أي من عقلي الذي به يتماسك به الانسان نفسه ويتمالك أمره ويضبط جوارحه وأعضائه .

ثم أسكنها الهواء فماتعارف منها ائتلف هيهنا، وماتناكرمنها ثم اختلف هيهنا، ومن كذب علينا أهل البيت حشره الله يوم القيامة أعمى يهودياً ، وان ادرك الدجال آمن به وان لم يدركه آمن به في قبره .

ياغلام ضع لي ماءً ، وغمزني فقال: لاتبرح، وقام القوم فانصرفوا وقد كتبوا الحديث الذى سمعوا منه .

ثم انه خرج ووجهه منقبض ، قال : أما سمعت ما يحدث به هؤلاء؟ قلت : أصلحك الله ما هؤلاء وما حديثهم ؟ قال : عجب حديثهم كان عندي الكذب علي والحكاية عني ما لم أقل ولم يسمعه عني أحد ، وقولهم لو أنكر الاحاديث ماصدقناه ما لهؤلاء لاأمهل الله لهم ولا أملى لهم .

وامامهم العلامة الرازي قال في التفسير الكبير : قال بعضهم : لعدد السبعة شرف عظيم وهو العدد الكامل ، فالايام الستة في تخليق نظام العالم واليوم السابع في حصول كمال الملك والملكوت، وبهذا الطريق حصل الكمال في الايام السبعة[1].

قوله (ص) : ثم أسكنها الهواء

الضمير للارواح المجردة العاقلة الانسانية على ضرب من الاستخدام ، أي ثم جعل منزل تدبيرها وتعلقها ومحل تصرفها وسلطانها ومسكن عنايتها وعلاقتها عالم الروح البخاري ، المتولد في القلب من لطيف بخار صفو الاخلاط اللطيفة ، وغذاؤه الهواء المستنشق وملاكه الحار الغريزي ، وهو جوهر لطيف سماوي حامله الرطوبة الغريزية .

فهذا الجوهر الجسماني اللطيف السماوي شبكة اقتناص انصراف النفس العاقلة الناطقة الملكوتية عن عالمها القدسي النوري الالهي ، وانجذابها الى دار غربتها الظلمانية الدائرة الجسدانية ، وانما عالمه واقليمه عنصر الهواء الذي طباع جوهر مبدء الحرارة والرطوبة واللطافة ، فليتعرف .

---

١) التفسير الكبير : ١٤/١٠٠

السلسلة الجديدة من مطبوعات دائرة المعارف العثمانية ١/١٦/٤

كتاب الثقات

للامام الحافظ محمد بن حبان بن أحمد أبي حاتم

التميمي البستي

(المتوفى سنة ٣٥٤ هـ = ٩٦٥ م)

طبع

باعانة وزارة المعارف للحكومة العالية الهندية

تحت مراقبة

الدكتور محمد عبد المعيد خان مدير دائرة المعارف العثمانية

الطبعة الأولى

بمطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية بحيدر اباد الدكن الهند

١٣٩٣ هـ = ١٩٧٣ م

﴿ يوسف [١] ﴾ بن نافع المدنى، أبو يعقوب، قدم البصرة و حدثهم بها، يروى عن[٢] أبى أسامة و أهل العراق، روى عنه يعقوب بن سفيان الفارسى[٢].

﴿ يوسف [٣] ﴾ بن عيسى المروزى. كنيته أبو يعقوب، يروى عن وكيع و الفضل بن موسى، روى عنه أهل بلده، مات سنة تسع و أربعين و مائتين، حدثنا إبراهيم بن نصر العنبرى ثنا يوسف بن عيسى ثنا الفضل ابن موسى عن شريك عن عثمان بن أبى زرعة عن سالم بن أبى الجعد قال: سئل جابر بن عبد الله عن على، فقال: ذاك خير البشر، من شك فيه فقد كفر.

﴿ يوسف [٤] ﴾ بن حماد المعنى، من أهل البصرة، يروى عن يحيى القطان، و عبد الأعلى، حدثنا عنه عبد الله بن أحمد بن موسى القاضى.

/﴿ يوسف [٥] ﴾ بن سعيد بن مسلم المصيصى، أبو يعقوب، من أهل ٢٢٨/الف
المصيصة، يروى عن أبى عاصم و أبى نعيم و عبيد الله بن موسى، حدثنا عنه محمد بن المنذر بن سعيد و غيره، مات سنة خمس و ستين و مائتين.

﴿ يوسف [٦] ﴾ بن يعقوب الصفار، أبو يعقوب، من أهل الكوفة، يروى عن وكيع و يحيى بن النمان[٧]، [٨] حدثنا عنه الحسن بن سفيان[٨]، بغرب.

---

(١) لم نظفر به (٢-٢) فى مد: عبد الرحمن بن أبى الرقاد روى عنه محمد بن يونس البصرى و غيره (٣) له ترجمة فى التهذيب ١١ / ٤٢٠ (٤) له ترجمة فى التهذيب ١١/٤١٠ (٥) له ترجمة فى التهذيب ١١ /٤١٤ (٦) له ترجمة فى التهذيب ١١ / ٤٣٢ (٧) فى مد: اليمان (٨-٨) ساقط من مد.

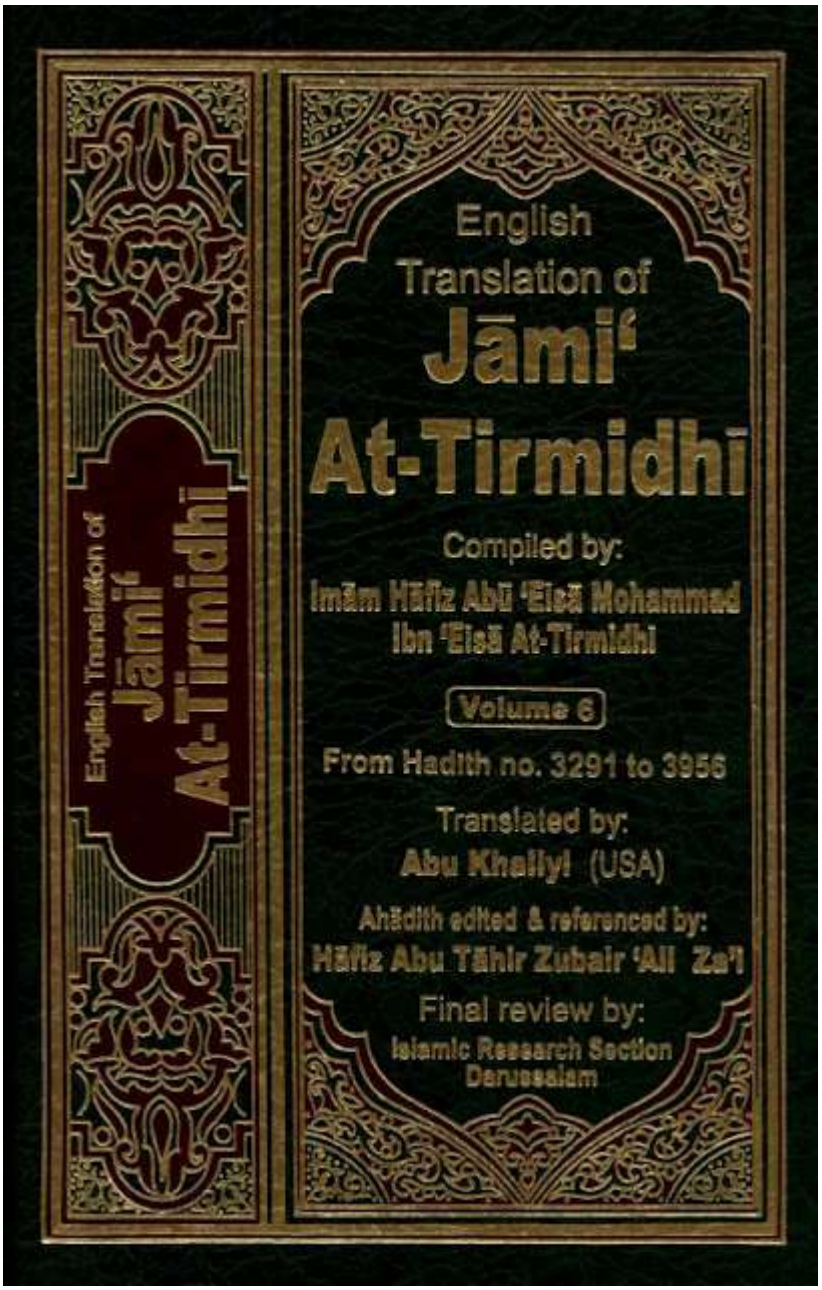
English Translation of
Jāmi' At-Tirmidhī
English
Translation of
Jāmi'
At-Tirmidhī
Compiled by:
Imām Hāfiz Abū 'Eisā Mohammad
Ibn 'Eisā At-Tirmidhi
Volume 6
From Hadith no. 3291 to 3956
Translated by:
Abu Khaliyl (USA)
Ahādith edited & referenced by:
Hāfiz Abu Tāhir Zubair 'Ali Za'i
Final review by:
Islamic Research Section
Darussalam

something about it from Zaid bin Abī Awfā.

تخريج: [إسناده ضعيف] وأخرجه الحاكم: ٣/ ١٤ من حديث علي بن قادم به وقال الذهبي: 'جميع اتهم' وحكيم بن جبير ضعيف' • وفي الباب عن زيد بن أبي أوفى [الطبراني: ٥/ ٢٢٠، ٢٢١، ح: ٥١٤٦].

Comments:

The event of the "Bond of Brotherhood" occurred after the emigration to Al-Madīnah.

Chapter (...) The *Ḥadīth* About The Bird Which The Prophet ﷺ Supplicated That the Most Beloved of Creation To Allāh Eat With Him

(المعجم ...) - بَابُ [حَدِيثِ الطَّيْرِ الَّذِي دَعَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَأْكُلَ مَعَهُ أَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَى اللهِ] (التحفة ٧٢)

3721. Anas bin Mālik said: "There was a bird with the Prophet ﷺ, so he said: 'O Allāh, send to me the most beloved of Your creatures to eat this bird with me.' So 'Alī came and ate with him." (***Ḥasan***)

[Abū 'Īsā said:] This *Ḥadīth* is *Gharīb*, we do not know of it as a narration of As-Suddī, except through this route. And this *Ḥadīth* has been related through more than one route from Anas.

['Īsā bin 'Amr is from Al-Kūfah] and As-Suddī's name is 'Ismā'īl bin 'Abdur-Raḥmān (narrators in the chain), and lived during the time of Anas bin Mālik, and he saw Al-Ḥusain bin 'Alī. [Shu'bah, Sufyān Ath-Thawrī and Zā'idah considered him trustworthy, and Yaḥyā bin Sa'eed Al-Qaṭṭān considered him trustworthy as well.]

٣٧٢١ - حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ عِيسَى بْنِ عُمَرَ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ طَيْرٌ فَقَالَ: «اللَّهُمَّ ائْتِنِي بِأَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ يَأْكُلُ مَعِي هٰذَا الطَّيْرَ» فَجَاءَ عَلِيٌّ فَأَكَلَ مَعَهُ.

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ السُّدِّيِّ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ. [وعِيسَى بْنُ عُمَرَ هُوَ كُوفِيٌّ] وَالسُّدِّيُّ اسْمُهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَقَدْ أَدْرَكَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَرَأَى الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ. [وَثَّقَهُ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وزَائِدَةُ ووَثَّقَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ].

تخريج: [حسن] وأخرجه النسائي في خصائص علي: ١٠ من حديث عيسى بن عمر القاري به وله شواهد عند ابن عدي: ٢/ ٥٧٠ وغيره ورواه حاتم بن الليث عن عبيدالله بن موسى به (العلل المتناهية: ١/ ٢٢٧، ح: ٣٦٣) وللحديث طرق عند البخاري في التاريخ الكبير: ٢/ ٣ وغيره وله شاهد قوي عند أبي يعلى ومنه نقله في البداية والنهاية: ٧/ ٣٦٣.